ذوالقرنین اور سدِّ سکندری

جناب مولانا محمد حفظ الرحمن صاحب سیوہاروی

(۶)

رہا شیخ بدرالدین نوراللہ مرقدہٗ کا یہ ارشاد کہ چنگیز خانی تاتاری "یاجوج وماجوج" نہیں کہلائے جاسکتے تو یہ شیخ کا تسامح ہے اس لئے کہ "یاجوج وماجوج کے تعین" کی بحث میں محققین محدثین اور مورخین نے جن قبائل اور ان کے مواطن کو محقق قرار دیا ہے اور خود شیخ موصوف نے بھی جن کو بڑی حد تک تسلیم فرمایا ہے۔ ان ہی قبائل میں سے ایک شاخ ان تاتاریوں کی بھی ہے جو چنگیز خانی کہلائے اور یہ اپنے دورِ بربریت و وحشت میں اُن ہی جگہوں میں آباد رہے ہیں اور وہیں سے ان کا خروج ہوا ہے جن پر سدِّ ذوالقرنین قائم کی گئی تھی۔

بہرحال سورۂ کہف اور سورۂ انبیاء کی زیرِ بحث آیات کی اس تفسیر کے درمیان جو ہم نے حضرت علامہ انور شاہ نوراللہ مرقدہ اور حافظِ حدیث عمادالدین بن کثیرؒ کے حوالجات سے بیان کی ہے اور اس حدیث کی پیشینگوئی کے مصداق متعین کرنے والی مسطورہ بالا توجیہات کے درمیان کسی قسم کا بھی تعارض پیدا نہیں ہوتا اور زیرِ بحث آیات و روایات کے مصداق اپنی اپنی جگہ صاف اور واضح ہوجاتے ہیں اور ایسا کرنے میں نہ رکیک تاویلات کا سہارا لینے کی ضرورت پیش آتی ہے اور نہ ایک لمحہ کیلئے بھی اس کو تفسیر بالرائے یا قابلِ اعتراض جدت کہا جاسکتا ہے۔ بلکہ یہ جو کچھ بھی ہے سلفِ صالحین اور محدثین وارباب سیر کے مختلف اقوال میں ترجیحِ راجح کے اصول کو کارفرما بناکر ایک ایسی معتدل راہ ہے جو نصوصِ قرآنی اور صحیح روایاتِ حدیثی کے درمیان تطبیق کی راہ کہلائی جاتی اور سلفاً عن خلفٍ مقبول ومحمود رہی ہے۔

اس ضمن میں یہ بات بھی پیشِ نظر رہنی ضروری ہے کہ حدیث مسطورہ بالا میں حلقہ کی مقدار رخنہ

پڑجانے کا جو تذکرہ ہے اس کے متعلق محدثین کی یہ رائے ہے کہ یا تو یہ استعارہ ہے اور اس سے شر اور فتنے مراد ہیں اور یا حسی رخنہ مراد ہے تو اس صورت میں حلقہ کی مقدار رخنہ کا ذکر تقریبی ہے نہ کہ تحدیدی یعنی یہ مطلب ہے کہ سد میں رخنہ پڑنا شروع ہوگیا یہ مراد نہیں ہے کہ واقعی ایک حلقہ کی مقدار ہی رخنہ پڑا ہی چنانچہ گذشتہ صفحات میں ہم ابن کثیرؒ سے اس سلسلہ میں نقول پیش کرچکے ہیں۔

اس سلسلہ میں مولانا ابوالکلام آزاد نے ترجمان القرآن میں اور بعض دوسرے علماء نے کتب سیرت میں اس امر کی کوشش کی ہے کہ وہ سورۂ انبیا کی اُن آیات کا مصداق "جن میں یاجوج و ماجوج کے موعود خروج کا ذکر کیا گیا ہے یعنی" حتیٰ اذا فتحت یاجوج وماجوج وھم من کل حدب ینسلون" فتنۂ تاتار کو بنا کر یہیں قصہ کو ختم کردیں اور اس کا امارتِ ساعت و علامتِ قیامت سے کوئی تعلق باقی نہ رہنے دیں مگر ہمارے نزدیک قرآنِ عزیز کا سیاق و سباق ان کی اس تفسیر یا توجیہ کا قطعاً ابا ء اور انکار کرتا ہی اور یہ اس لئے کہ سورۂ انبیاء میں اس واقعہ کو جس ترتیب سے بیان کیا ہے وہ یہ ہے۔

وحرام علیٰ قریۃ اھلکنھا انھم لا	اور مقرر ہوچکا ہے ہر ایک ایسی بستی پر کہ جس کو ہم نے ہلاک
یرجعون۔ حتیٰ اذا فُتحت یاجوج	کردیا ہے کہ (اس کے بسنے والے) واپس نہ ہوں گے
وماجوج وھم من کل حدب ینسلون	یہانتک کہ کھول دیئے جائیں یاجوج وماجوج اور وہ
واقترب الوعد الحق فاذا ھی	ہر بلندی سے دوڑتے ہوئے امنڈ پڑیں اور قریب آجائے
شاخصۃ ابصار الذین کفروا	سچا وعدہ، پھر اس وقت حیرانی سے کُھلی کی کُھلی رہ جائیں
یٰویلنا قد کنا فی غفلۃ من ھذا	آنکھیں منکروں کی (اور کہیں) ہائے ہماری بدبختی کہ ہم
بل کنا ظٰلمین ۰	بے خبر رہے اس (قیامت) سے۔ بلکہ ہم ظلم و شرارت
(الانبیاء)	میں سرشار رہے۔

ان آیات میں آیت زیر بحث "حتیٰ اذا فتحت الایۃ" سے پہلی آیت میں یہ بیان کیا جارہا ہے کہ

مرنے والوں کی موت کے بعد اب اُن کے لئے اس دنیا میں دوبارہ زندگی نہیں ہے اور آیت زیر بحث میں یہ کہا گیا کہ موت کے بعد دوبارہ زندگی کا وقت جن علامات و آیات کے ساتھ جوڑ دیا گیا ہے یا جن پر معلق کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ یاجوج وماجوج کے تمام قبائل اپنی پوری طاقت کے ساتھ بیک وقت اپنے مراکز سے نکل کر تیزی سے تمام دنیا پر چھاجائیں اور اس سے متصل آیت میں مزید یہ کہا گیا کہ پھر اس کے بعد قیامت بپا ہوجائے اور ہر شخص اپنی زندگی کے نیک و بد انجام دیکھنے کیلئے میدانِ حشر میں جمع ہوجائے اور ناکام اپنی ناکامی پر حسرت و یاس کرتے رہ جائیں۔

پس آیت زیرِ بحث کے سیاق و سباق نے یہ بات بخوبی واضح کردی کہ اس مقام پر یاجوج و ماجوج کے ایک ایسے خروج کی اطلاع دی گئی ہے جس کے بعد شرور و فتن کا کوئی سلسلہ بلکہ دنیا کی ہستی کا کوئی سلسلہ باقی نہیں رہ جائیگا اور صرف قیامت بپا ہوجانے یعنی نفخِ صور کی دیر باقی رہجائیگی جو اس واقعہ کی تکمیل کے بعد عمل میں آجائیگا۔

پس آیت کے سیاق و سباق سے قطع نظر کرتے ہوئے اور حدیث "ویلٌ للعرب من شرٍ قد اقترب" کا مصداق "فتنۂ تاتار" کو متعین کرتے ہوئے سورۂ انبیاء کی اس آیت کو آخری علامتِ ساعت سے نکال کر فتنۂ تاتار پر محمول کرلینا ہرگز ہرگز صحیح نہیں ہوسکتا نیز جمہور سلفِ صالحین کی مسلّمہ توجیہ کے خلاف ہے۔

ممکن ہے کہ اس توجیہ کے ناقلین و قائلین ہمارے اس اعتراض کو ہم پر ہی پلٹ دیں اور یہہ فرمائیں کہ اسی طرح سورۂ کہف میں بھی آیت "اذا جاء وعد ربی جعلہ دکّاء" میں "وعد" سے کیوں قیامت مراد نہ لی جائے جبکہ اس کے بعد ہی آیت "ونُفِخَ فی الصور" موجود ہے جو بلاشبہ قیامت کی آخری علامت ہے اور کیوں نہ کہا جائے کہ اس آیت سے یہ مراد ہے کہ یاجوج وماجوج نفخِ صور تک سدّ کے اندر محصور اور بند رہیں گے اور نفخِ صور کے قریب یک بیک سدّ گرجائیگی اور وہ نکل پڑینگے۔

اس کے متعلق ہماری یہ گذارش ہے کہ یہ اعتراض اپنی اس تقریر کے ساتھ ہرگز ہم پر وارد نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ سورۂ کہف کی ان آیات کی تفسیر کرتے ہوئے ہم پہلے ہی یہ واضح کر چکے ہیں کہ ان آیات میں سب سے پہلے "یسئلونک عن ذی القرنین" سے شروع کر کے "وکان وعد ربی حقاً" تک ذوالقرنین کا واقعہ بیان کیا گیا ہے پس آیت "فاذا جاء وعد ربی جعلہ دکآء" میں ذوالقرنین کا مقولہ نقل کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ کا اپنا ارشاد نہیں ہے۔ اس لئے یہاں "وعد" سے وعدۂ قیامت مراد نہیں ہے بلکہ کسی تعمیر کی تخریب کا مقدر و معین وقت مراد ہے جس کی تعیین کو ذوالقرنین نے اپنی جانب سے تخمینی طور پر متعین کرنے کی بجائے مردِ مومن اور مردِ صالح کی طرح خدا کی مرضی کے حوالہ کر دیا ہے۔

اور چونکہ ذوالقرنین کے واقعہ میں ضمنی طور سے یاجوج و ماجوج کا بھی ذکر آ گیا تھا اس لئے اس کے خاتمہ پر اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے بھی یاجوج و ماجوج کا مختصر ذکر فرما دیا اور آیت "وترکنا بعضہم یومئذ یموج فی بعض ونفخ فی الصور" میں یہ بیان کیا کہ جن یاجوج و ماجوج کا ذکر تم نے ابھی ذوالقرنین کے واقعہ میں سنا ان کو ہم نے شر اور فتنہ کی اس زندگی میں اس طرح کر چھوڑا ہے کہ وہ برابر فساد اور چپقلشِ باہمی میں مصروف رہیں گے اور یہ سلسلہ اس وقت تک قائم رہیگا کہ صور پھونک دیا جائے، اس دن وہ سب جمع کئے جائیں گے اور اس دن جہنم کافروں پر پیش کی جائیگی۔

گویا سورۂ انبیاء میں تو یاجوج و ماجوج کا ذکر مستقل حیثیت رکھتا ہے اور وہاں بتانا ہی یہ منظور ہے کہ ان کا اجتماعی خروج قیامت کی آخری علامات میں سے ایک نمایاں علامت ہے اور سورۂ کہف میں ان کا تذکرہ صرف ضمنی ہے اور ان کے فساد اور شر انگیزی کے خصوصی واقعہ کی مناسبت سے ان کی باہمی فساد انگیزیوں اور مختلف اوقات میں موج در موج چپقلشوں کی وارداتوں کا ذکر اس انداز میں کر دیا گیا کہ ان کے موعود خروج کی جانب بھی اشارہ ہو جائے۔

پس سورۂ کہف کی زیرِ بحث آیات کا سیاق و سباق یعنی ان سے پہلی اور بعد کی آیات کا ہرگز یہ تقاضا

نہیں ہے کہ ذوالقرنین کے مقولہ " اذا جاء وعد ربی جعلہ دکآء " میں " وعد" سے مراد وعدہ قیامت لیا جائے اور وہ معنی بیان کئے جائیں جو معترض نے ہماری بیان کردہ سورۂ انبیاء کی تفسیر کے مقابلہ میں پیش کئے ہیں۔

غرض جن معاصر مفسرین نے سورۂ انبیاء کی زیر بحث آیات کا مصداق " فتنۂ تاتار " کو بتایا ہے اور اس کی تائید میں بخاری کی مشہور حدیث " ویل للعرب من شر قد اقترب الخ " کو پیش کیا ہے ان کی یہ تفسیر غلط ہے اور حدیث سے اُس کی تائید قطعاً بے محل ہے بلکہ بخاری و مسلم کی دوسری صحیح احادیث جو کتاب الفتن میں مذکور ہیں اس تفسیر کے خلاف صاف صاف یہ بیان کرتی ہیں کہ علاماتِ قیامت میں سے جب آخری علامات رونما ہونگی تو پہلے حضرت عیسیٰ (علیہ الصلوۃ والسلام) کا آسمان سے نزول ہوگا اور دجّال کا سخت فتنہ برپا ہوگا اور آخر کار حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں وہ مارا جائیگا اور پھر کچھ عرصہ کے بعد یاجوج و ماجوج کا موعود خروج ہوگا جو تمام دنیا پر شر و فساد کی صورت میں چھا جائے گا اور پھر کچھ وقفہ کے بعد نفخ صور ہوگا اور یہ کارخانۂ دنیا درہم و برہم ہو جائیگا۔ [1]

یہ بھی واضح رہے کہ یہ اور اسی قسم کی دوسری صحیح بلکہ اصح روایات سے اُن متنبیوں (جھوٹے مدعیانِ نبوت) کے دعووں کا بھی ابطال ہو جاتا ہے اور ان کے کذبِ صریح کی رسوائی آشکارا ہو جاتی ہے جو اپنی نبوت کی صداقت کی تعمیر یہ کہہ کر تیار کرتے ہیں کہ انگریز اور روس یاجوج و ماجوج ہیں اور جبکہ ان کا خروج ہو چکا اور وہ عالم کے اکثر حصوں پر قابض ہو چکے تو اب " یسوع مسیح " کی آمد ضروری ہوگئی لہذا وہ موعود مسیح (عیسیٰ) ہم ہیں کیونکہ جب شرط موجود ہے تو مشروط کیوں موجود نہ ہو۔

کسی جھوٹے مدعیِ نبوت کی یہ دلیل اگرچہ خود تارِ عنکبوت سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتی اور اس لئے درخورِ اعتنا بھی نہیں ہے تاہم عوام کو غلط فہمی سے محفوظ رکھنے کیلئے یہ بتا دینا ضروری ہے کہ

---

[1] بخاری کتاب الفتن جلد ۲ صـــ

اس مدعی کے بیان کردہ یہ دونوں دعوے جو دلیل کے دو مقدموں کے طور پر بیان کئے گئے ہیں غلط اور نا قابلِ قبول ہیں اور اس لئے ان سے پیدا شدہ نتیجہ بھی بلا شبہ باطل اور مردود ہے۔

پہلا دعویٰ یا مقدمہ تو اس لئے غلط ہے کہ ہم نے یاجوج وماجوج کی بحث میں تفصیل کے ساتھ حدیث و تاریخ سے یہ ثابت کر دیا ہے کہ یاجوج وماجوج کا اطلاق صرف ان ہی قبائل پر ہوتا رہا ہے جو اپنے اصل مرکز میں بہمہ قسم وحشت و بربریت مقیم ہیں اور ان میں سے جو افراد یا قبائل مرکز چھوڑ کر دنیا کے مختلف حصوں میں بس گئے اور آہستہ آہستہ متمدن بن گئے ہیں وہ تاریخ کی نظر میں یاجوج وماجوج نہیں کہلاتے بلکہ اپنے بعض امتیازاتِ خصوصی کے پیشِ نظر نئے نئے ناموں سے موسوم ہو گئے۔ اور اپنے اصلی اور نسلی مرکز سے اسقدر اجنبی ہو گئے ہیں کہ وہ اور یہ دو مستقل جدا جدا قومیں بن گئیں اور ایک دوسرے کے دشمن ہو گئے

اسی طرح قرآن اور حدیث کے مطالعہ سے بھی یہ واضح ہوتا ہے کہ وہ ان ہی قبائل کو یاجوج و ماجوج کہتا ہے جو اپنی بربریت اور وحشت کیساتھ عام دنیا سے الگ اپنے مرکز میں گوشہ گیر ہیں۔

اور اسی اصول پر دوسرا دعویٰ یا مقدمہ بھی باطل ہے یعنی یہ کہ انگریز اور روس بلکہ یورپین حکومتوں کا تسلط اور قبضہ یاجوج وماجوج کا خروج ہے اور یہ اسلئے کہ ایک تو ابھی ذکر ہو چکا کہ متمدن اقوام کو یاجوج وماجوج کہنا ہی غلط ہے دوسرے اسلئے کہ یاجوج وماجوج کے اس فتنہ و فساد کے پیشِ نظر جس کا ذکر ذوالقرنین کے واقعہ میں سورۂ کہف میں مذکور ہے اور صحیح احادیث کی تصریحات کے مطابق اُن کا وہ خروج بھی، "جس کا ذکر سورۂ انبیاء میں کیا گیا ہے اور جس کو علامتِ قیامت میں سے ٹھیرایا ہے" ایسے ہی فساد و شر کے ساتھ ہو گا جس کا تعلق تمدن و حضارت سے دور کا بھی نہ ہو اور جو خالص وحشیانہ طرز و طریق پر برپا کیا جائے۔ کہاں سائنس کے ایجادات و آلات کا طریقہ جنگ اور کہاں غیر متمدن وحشیانہ جنگ و پیکار؟

اور یہ بات اس لئے بھی واضح ہے کہ متمدن اقوام کی جنگ و پیکار کتنی ہی وحشیانہ طرز و طریق اختیار کئے ہوئے کیوں نہ ہوں۔ بہر حال سائنس اور حرب و ضرب کے اصول کے مطابق ہوتی ہیں اور یہ سلسلہ

اقوام وامم میں ہمیشہ سے جاری ہے اسلئے اگر اس قسم کے جابرانہ و قاہرانہ تسلط اور قبضہ کے متعلق قرآن کو پیشین گوئی کرنی تھی تو اس کی تعبیر کے لئے ہرگز یہ طریقہ اختیار نہ کیا جاتا جو یاجوج وماجوج کے خروجِ موعود کے سلسلہ میں سورۂ کہف اور سورۂ انبیاء میں اختیار کیا گیا ہے بلکہ اُن کی ترقی نما بربریت کی جانب ضروری اشارات بیان ہوتے الحاصل۔ احادیثِ صحیح اور آیاتِ قرآنی کی مطابقت کے ساتھ ساتھ جب مسئلۂ زیر بحث پر غور و فکر کیا جاتا ہے تو بصراحت یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس علامت سے قبل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول از آسمان ضروری ہے نہ یہ کہ پہلے یاجوج وماجوج کا خروج ہوگا اور پھر مسیح علیہ السلام کی آمد کا انتظار کیا جائیگا۔

چنانچہ صحیح مسلم کی ایک طویل حدیث میں مذکور ہے۔

فبینما هو کذلك اذ بعث الله	واقعات یہاں تک پہنچیں گے کہ اللہ تعالیٰ حضرت مسیح
المسیح بن مریم فینزل عند المنارة	بن مریم (علیہ السلام) کو بھیجیگا اور وہ (جامع) دمشق
البیضاء شرقی دمشق بین	کے سپید شرقی منارہ کے نزدیک اس طرح اتریںگے کہ
مهرودتین واضعاً کفیه علی	زعفرانی رنگ کی دو چادروں میں ملبوس اور فرشتوں کے
اجنحة ملکین اذا طأطأ	بازوؤں پر ہاتھوں کا سہارا دیئے ہوئے ہوں گے۔ جب
رأسه قطر واذا رفعه تحدر	سر کو جھکائیں گے تو پانی ٹپکنے لگیگا اور جب سر اٹھائیں
منه مثل جمان کاللؤلؤ فلا	گے تو اس سے پانی کے قطرات اس طرح گرنے لگیں گے
یحل لکافر یجد من ریح	گویا ہار سے موتی ٹوٹ کر گر رہے ہیں یعنی آسمان پر غسل
نفسه الا مات ونفسه ینتهی	کرکے فوراً ہی نزول ہوگا جہاں تک ان کا سانس جائیگا
حیث ینتهی طرفه فیطلبه	کافر کی موت کا باعث ہوگا اور ان کا سانس ان کی
حتی یدرکه بباب لد فیقتله	حدِ نظر تک پہنچیگا۔ پھر اتر کر وہ دجال کا پیچھا کریں گے

ثم یأتی عیسیٰ قوم قد عصمہم	اور وہ اس کو بیت المقدس کے قریب لبستی لُدّ کے دروازہ
اللہ منہ فیمسح عن وجوھہم	پر پائیں گے اور قتل کر دینگے پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام
ویحدثہم بدرجاتھم فی	ان لوگوں کے پاس تشریف لائینگے جن کو اللہ تعالیٰ
الجنۃ فبینما ھو کذلک اذ	دجال کے فتنہ سے محفوظ رکھیگا اور ان کے غبار آلودہ
وحی اللہ الیٰ عیسیٰ انی قد	چہروں کو مس کرتے ہوئے ان کو جنت میں جو درجات
اخرجتُ عباداً لی لایدان	ملیں گے اس کے متعلق باتیں کرینگے۔ حالات یہاں تک
لاحدٍ بقتالھم فحرّز	پہنچیں گے کہ اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) پر وحی
عبادی الی الطور ویبعث	کریگا کہ اب میں اپنے بندوں میں سے ایک ایسی قوم کو نکالتا
اللہ یاجوج وماجوج وھم	ہوں جن سے جنگ کرنے کی دنیا میں کسی کے اندر طاقت نہیں ہے
من کل حدبٍ ینسلون الخ	لہٰذا تم میرے تمام بندوں کو طور پر لیجاؤ اسکے بعد اللہ تعالیٰ
لہ	یاجوج وماجوج کو نکالیگا جو تیزی کے ساتھ دوڑتے ہوئے
	آئیں گے اور ہر بلند جگہ سے نکل پڑینگے۔

پس یاجوج وماجوج کا خروج کسی حال میں بھی ان اقوام پر صادق نہیں آسکتا جو تمدن اور حضارت کی راہوں سے قاہرانہ اور جابرانہ جنگ وپیکار کے ذریعہ سے دنیا پر غالب وقابض ہوتی رہی ہیں اور کسی شخص کو بھی یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ یاجوج وماجوج قبائل کی تاریخی بحث سے ناجائز فائدہ اٹھا کر اور "مسیحِ موعود" بن کر اسلام کے اساسی اور بنیادی مسئلہ "ختم نبوت" کے خلاف تشکیلِ نبوت کی جدید طرح ڈالے اور اس طرح اسلام میں رخنہ انداز ہو کر دوستنما دشمن بنے۔

لہ مسلم کتاب الفتن۔